۳۰ جنوری ۱۸۵۹ء کو انھیں گرفتار کر لیا اور لکھنؤ لائے، ۲۲ فروری کو مقدمہ پیش ہوا۔ ۲۸ فروری کو فردِ جرم عائد کر دی گئی کہ:

"وہ ۱۸۵۷ء اور ۱۸۵۸ء کے دوران بغاوت کا سرغنہ رہا اور دہلی اور اودھ اور دوسرے مقامات پر اس نے لوگوں کو بغاوت اور (فرنگیوں کے) قتل کی ترغیب دی۔"

"اس نے بونڈی کے مقام پر مئی ۱۸۵۸ء میں باغی سرغنے ممو خاں (وزیر حضرت محل) کی مجلس مشاورت میں نمایاں حصہ لیا۔"

۴ مارچ ۱۸۵۹ء کو حبس دوام بحبور دریائے شور اور تمام جائداد و دیوان خانہ، محل خانہ اور کتب خانہ کے ضبط کیے جانے کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ مئی ۱۸۵۹ء میں کلکتے لے جائے گئے اور وہاں سے ۸ اکتوبر کو انڈمان لے جائے گئے جہاں ایک سال اور گیارہ مہینے تک محبوس اور طرح طرح کی تکالیف اور شدائد میں مبتلا رہ کر اس امام معقول نے ۲۰ اگست ۱۸۶۱ء میں وصال فرمایا۔

مزار مبارک جزیرہ روس (ROSS) کے قریب ایک بستی نمک بھٹہ (ساؤتھ پائنٹ) میں ہے۔ علامہ کے برابر مولوی لیاقت علی الہ آبادی کا مزار ہے۔

المسلام
میں
عورت کا مقام
ڈاکٹر اسرار احمد
کا مدلل و مفصل خطاب
کتابی شکل میں شائع ہو گیا ہے
(حجم) اس خطاب کے مساوی
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی تالیف "نقوش اقبال" سے ماخوذ
عورت اقبال کے کلام میں

حضرت مولینا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

اپنی تالیف **وحدتِ اُمّت** میں اگر

○ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحؒ اور مولانا سید انور شاہ کاشمیریؒ
کے دو ایمان افروز اور سبق آموز واقعات کے سوا اور کچھ نہ لکھتے
تب بھی یہ کتاب موتیوں میں تُلنے کی مستحق ہوتی

وقت کے اہم ترین موضوع پر اس بہترین اور مفید ترین کتاب کو
اب مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور نے شایانِ شان طور پر شائع کیا ہے

بڑے سائز کے ۵۲ صفحات ○ عمدہ دبیز کاغذ ○ دیدہ زیب کور

ھدیہ: ۴ روپے ○ علاوہ محصول ڈاک

ڈاکٹر اسرار احمد

نے اپنی دوسری دینی اور علمی خدمات کیساتھ ساتھ شادی بیاہ کی تقریبات کے ضمن میں

ایک اصلاحی تحریک

بھی برپا کی اور **خطبۂ نکاح** کو صرف ایک رسم
کی بجائے واقعی تذکیر و نصیحت اور معاشرتی زندگی سے متعلق اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کا ذریعہ بنایا
اس موضوع پر ڈاکٹر صاحب کی ایک اہم تحریر اب خطبۂ نکاح کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہو گئی ہے
بڑے سائز کے ۴۸ صفحات ○ عمدہ دبیز کاغذ ○ دیدہ زیب کور

ہدیہ: ۴ روپے ——— محصول ڈاک علاوہ

ان دونوں کی زیادہ سے زیادہ اشاعت اہم قومی ملی اور دینی فریضہ ہے

© rasailojaraid.com

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ

تفقہ فی الحدیث و آثار الصحابہ

نصرت علی اشہب

آپ نے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق اس شدت سے دکھا کہ آپ حدیث کے ناطے سے ہی پہچانے جانے لگے۔ یہ تعلق دو وجہ سے تھا۔ ایک یہ کہ قرآن کی معرفت حدیث سے حاصل ہو سکتی تھی۔ دوم یہ کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کی آراء میں سے وہی کچھ قبول کیا جا سکتا ہے جو حدیث کی تشریح کرے۔ اس طرح حدیث ہی تمام علم و حکمت کا خزانہ تھی۔ جس کی وجہ سے آپ کو والہانہ عقیدت ہو گئی ابو اسامہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرا گزر ہوا تو حضرت عبداللہ بن مبارک طرسوس میں درس حدیث دے رہے تھے۔ میں نے کہا۔ اے ابو عبدالرحمٰن! حدیث کو ابواب اور تصانیف کے رنگ میں پڑھانے کو اسلاف نے کسی طور سے پسند نہیں کیا۔ جسے آپ نے اختیار کر رکھا ہے۔ ہم نے اپنے اساتذہ کو بھی ایسے کرتے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں بیس دن حدیث نہیں پڑھاؤں گا۔ تھوڑے دنوں کے بعد جب پھر گزرا تو آپ پھر لوگوں کے حلقہ میں بیٹھے درس حدیث دے رہے تھے۔ میں نے سلام کیا، تو کہنے لگے۔ ابو اسامہ (معذرت کے ساتھ) حدیث کی لذت (مجھے باز نہیں رہنے دیتی۔) [1]

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صرف حدیث کی روایت ہی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اسے مختلف موضوعات کے ابواب کی صورت میں جمع کر کے اس کی تشریح و توضیح کے ساتھ تصنیف کراتے۔ جس کی وجہ سے لوگوں کا ہجوم گھیرے رکھتا۔

---

[1] ابونعیم اصفہانی: حلیۃ الاولیاء: ۸: ۱۶۵ [2] حافظ ابن الحاکم: کتاب معرفۃ علوم الحدیث: ۶۷

© rasailojaraid.com

ایک آپ کا اپنا شوق اور دوسرا لوگوں کا اصرار اور دباؤ آپ کو حدیث کے درس پہ مجبور کر دیتا۔ آپ کی فکر عمیق سے بھری اور نکتہ رس فصیح و بلیغ خطابت نے آپ کو منارۂ علم بنا دیا تھا۔ حدیث کے معانی و مطالب بڑی وضاحت سے بیان کرتے اور ضروری مسائل پر پر تشفی جواب دیتے۔

آپ کے ایک ساتھی حبان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے کہا کہ حضرت عائشہ کا وہ قول جو انہوں نے آسمان سے برأت نازل ہونے کے بعد حضورؐ سے کہا کہ تعریف اللہ کے لئے ہے آپ کی نہیں۔ یہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ نے حمد اسی کی کی ہے جو اس کا سزاوار ہے۔ [1]

ابن مبارک نے اسی کے ساتھ ایک اور قول نقل کیا ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "کلابس ثوبی زور" کا مطلب کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ شخص جو وہ کچھ پہنے جو اس کے لئے نہیں ہے [1]

حسن بن ربیع فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے پوچھا کہ حدیث "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ" کا دائرہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس سے مراد وہ نہیں جو اس کو حاصل کرتے ہیں۔ لیکن یہ فرضیت اس وقت ہے جب کسی پر کوئی دین کا مسئلہ آ پڑے یا اس سے پوچھا جانے والا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کا ضروری علم حاصل کرے [2]

ابن عمر روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یدنی المومن ربہ یوم القیامۃ حتی یضع علی کنفہ" آپ یعنی حضرت عبداللہ بن مبارک سے اس کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کنف سے مراد خدا کی رحمت کا سایہ ہے جو ڈھانپ لے گا۔ [3]

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو حدیث پر پوری دسترس حاصل تھی۔ جہاں آپ حفظ حدیث میں ثقہ تھے وہاں علم حدیث کے جملہ معارف کے سلسلہ میں

---

[1] ابن الحاکم : کتاب معرفۃ الحدیث : ۶۷

[2] " " : جامع بیان العلم والفضلہ : ۱ : ۱۰

[3] " : لسان العرب : مادہ کنف

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

لوگوں کی توجہ کا مرکز تھے ۔ اور آپ یہ سمجھتے تھے کہ جملہ معارف اسی ذخیرۂ حدیث یا آثارِ صحابہ میں مدفون ہیں ۔ چنانچہ آپ جب دن بھر گھر بیٹھ کر کتابوں کا مطالعہ کرتے رہتے سوائے اوقاتِ نماز کے کسی کو کہیں نظر نہ آتے تو لوگوں نے اس پوشیدگی پر استفسار کیا ۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی مجالس سے مستفید ہوتا ہوں یعنی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے آثار پر مبنی کتب کا مطالعہ کرتا ہوں اور ان سے مسائل کا ادراک اور فہم حاصل کرتا ہوں ۔ اسی طرح جب آپ سے پوچھا گیا کہ ہم استفادہ کہاں سے کریں تو آپ نے فرمایا ہماری کتابوں سے یعنی احادیث و آثار کے ساتھ ساتھ ہمارے ماخوذ اور مستنبط نتائج سے جو ہم نے اپنی کتابوں میں دے دیتے ہیں ۔ اور یہ آپ کی فقاہت حدیث کی دلیل ہے ۔[۱]

© rasailojaraid.c

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ بحیثیت مؤرخ:

حضرت عبداللہ بن مبارک نے علم کی جستجو اور تجارت کے سلسلہ میں طویل سفر کیے ۔ کئی علماء، فضلا، صوفیاء، ادباء، شعراء اور امراء کے ساتھ ساتھ عوام کے ہر طبقہ کے احباب سے ملے ۔ کئی تاریخی شہادتوں کا عینی مشاہدہ کیا ۔ اور کئی ایسے نامور اور سر بر آوردہ لوگوں سے ملے جو تاریخ کے کسی باب میں اہم حیثیت کے حامل تھے ۔ آپ ایک سادق، حق گو اور حق شناس فرد تھے ۔ جس نے واقعات کا تنقیدی، تحقیقی اور تجزیاتی سطح پر مطالعہ کیا ۔ اور اس کے بعد ان یادداشتوں پر مشتمل تاریخ لکھی ۔ جس کا تذکرہ اکثر تذکرہ نگاروں نے کیا ہے ۔ امام ابن ناصر الدین فرماتے ہیں :[۲]

" الحافظ شیخ الاسلام واحد الائمہ الانام ذو التصانیف النافعہ والرحلۃ اُ لعل سبعہ "

یعنی آپ حافظ شیخ الاسلام اور لوگوں کے ائمہ میں سے ایک نامور امام ہیں جن کی گراں قدر تصانیف ہیں اور جنہوں نے طویل مسافتیں کیں ۔

---

[۱] ابو نعیم اصبہانی : حلیۃ الاولیاء : ۸ : ۱۶۵

[۲] ابن العماد : شذرات الذھب : ۱ : ۲۹۶

© rasailojaraid.c